[ہجرت، دار الاسلام اور دار الکفر - شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ]

ہجرت ، دار الاسلام اور دار الکفر

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

داعش نے جو ساری دنیا کے مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ اپنے زیر کنٹرول عراقی اور شامی علاقوں کی طرف ہجرت کر آئیں تو اس میں بہت سی خرابیاں موجود ہیں۔

[یہ خبر بی بی سی کی ویب سائٹ پر بتاریخ 01 جولائی 2014ء کو نشر ہوئی تھی]

اسلام میں حرام کردہ گروہی تعصب اس طرح جھلکتا ہے اور اسلام کا نام بدنام ہوتا ہے۔

گروہی تعصب اور اس کے مفاسد:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’جو شخص کسی گروہ کے بارے میں یہ ٹھان لیتا ہے کہ جس

سے وہ دوستی کرے گا، اسے میں دوست رکھوں گا اور جس سے وہ دشمنی کرے گا، اسے دشمن سمجھوں گا تو ایسا شخص شیطان کے راستے میں لڑنے والے تاتاریوں جیسا ہے۔

اسی جیسا شخص نہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے، نہ مسلمان فوجی ہے اور نہ ہی اس کا مسلمان فوج کا حصہ ہونا جائز ہے، بلکہ یہ تو شیطانی لشکر کا حصہ ہے۔''

چہ جائیکہ جاہلوں کے نزدیک ، اور داعش میں تو اکثریت جاہل ہی اکٹھے ہوئے ہیں، اس چیز کو اپنایا جائے کہ مسلمانوں میں سے جو بھی ہجرت کرکے ان کے پاس نہ جائے ، اس کی تکفیر کی جائے۔

اسی سلسلِے میں ایک لطیفہ بھی سنتے جائیے۔ ابو العباس ا صَمّ کہتے ہیں :

ایک مرتبہ دو خارجی بیت اللہ کا طواف کررہے تھے، ایک دوسرے کو کہنے لگا: ''یہ جو اتنی مخلوق یہاں پھر رہی ہے، ان میں سے میرے اور تمہارے علاوہ کوئی بھی جنت میں نہیں جائے گا'' دوسرا کہنے لگا: ''جنت تو زمین وآسمان سے بھی بڑی ہے، کیا صرف ہم دونوں کیلیے بنی ہے؟'' پہلا کہنے لگا: ''ہاں!'' دوسرے نے کہا: ''پھر تم ہی اسے سنبھالو'' یہ کہہ کر اس نے خارجیت سے توبہ کرلی۔

[شرح أصول اعتقاد أهل السنة للالكائي: 2317]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ہجرت اور اس کے قواعد وضوابط خوب واضح کیے ہیں، فرماتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب تم سے جہاد میں نکلنے کو کہا جائے تو نکل پڑا کرو''

[صحيح البخاري: 2783، صحيح مسلم: 4864]

دوسری حدیث میں فرمایا: ''جب تک دشمنوں سے جہاد

باقی رہے گا، ہجرت بھی باقی رہے گی۔‘‘

[مسند أحمد: 22755، السنن الکبریٰ للنسائي: 7926، سنن النسائي: 7748، صحیح ابن حبان: 4866]

دونوں احادیث ہی صحیح اور برحق ہیں۔ وضاحت یہ ہے کہ پہلی حدیث میں وہ ہجرت مراد ہے جو آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہورہی تھی یعنی مکہ اور دیگر عرب علاقوں سے مدینہ کی طرف ہجرت۔ تو یہ ہجرت تب تک درست تھی جب تک مکہ دار الکفر اور دار الحرب تھا اور مدینہ دار الاسلام تھا۔ لہٰذا صاحبِ استطاعت پر دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا لازم تھا۔

جب مکہ فتح ہوگیا اور سارا عرب مشرف بہ اسلام ہوگیا تو سارا عرب دار الاسلام بن گیا۔ تب آپ ﷺ نے فرما دیا: ’’فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔‘‘

کسی بھی خطے کا دار الکفر، دار الایمان یا دار الفاسقین ہونا ہمیشہ ہمیشہ کےلیے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے باشندوں کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔

حاشیہ (یہ بہت ہی باریک فقہی نکتہ ہے جس میں فقہاء غلطی کھاتے رہے ہیں کہ دار الکفر اور دار الاسلام کی تعریف کیا کی جائے؟ بعض معاصرین ابھی تک اسے سمجھ نہیں پا رہے ہیں لہٰذا آپ خوب یاد رکھیں۔)

چنانچہ ہر وہ علاقہ جس کے باشندے مؤمن اور متقی ہوں، وہ اس وقت اولیاء اللہ کا علاقہ کہلائے گا۔ اور جس سرزمین کے باشندے کافر ہوں گے، وہ اس وقت دار الکفر کہلائے گا۔ اسی طرح جس سرزمین کے باشندے فاسق ہوں گے، اس وقت اسے دار الفاسقین کہیں گے۔ گویا جس سرزمین میں جس طرح کے لوگ رہتے ہیں، وہ انہی سے منسوب ہوکر دار الکفر، دار الایمان، دار الفاسقین وغیرہ کہلائے گا۔

اسی طرح اگر مسجد کو شراب خانہ بنا دیا جائے یا وہاں فاسق وظالم رہنے لگیں، یا اسے شرک کا اڈہ یا گرجا گھر میں بدل دیا جائے تو اپنے باشندوں کے

حساب سے اس کا نام بھی بدل جائے گا۔

اسی طرح اگر شراب خانہ یا دار الفاسقین وغیرہ کو مسجد بنا دیا جائے جس میں رب تعالیٰ کی عبادت شروع ہوجائے تو اسے پھر عبادت خانہ ہی کہا جائے گا۔

اسی طرح اگر ایک نیک آدمی فاسق وفاجر بن جائے اور کافر مؤمن بن جائے، یا مؤمن کافر ہوجائے وغیرہ تو ہر ایک جس حال میں چلا جائے گا، اس پر وہی حکم لگے گا‘‘ انتہی

[مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: 18/281]

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے دین کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔